جمال اور جماعت کی کیفیات اور ہزاروں ظاہری اور باطنی احوال کی سیر کراتی ہے، اور انسان کو زندگی کی تاریک راہوں میں امید و آرزو کی روشنی دکھا کر سکون بخشنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور چونکہ مسرت کی طرح غم بھی زندگی کا لازمہ ہے اس لیے وہ کبھی کبھی ایسی نظمیں بھی لکھتی ہے جن سے انسانی عواطف کا یہ پہلو بھی نمایاں ہوتا رہے اور اس کے لیے وہ غریب بچے، مجبور و کمزور بڑھیا اور کملایا ہوا گلاب جیسے عنوانات و موضوعات کا انتخاب کرتی ہے اور جب ان غمناک موضوعات سے افسردہ ہو جاتی ہے تو "لطف حق" جیسی شاہکار نظم لکھتی ہے جس کو پڑھ کر قاری اپنی تمام مایوسیوں اور محرومیوں کی گرد کو اپنے دامن احساس سے جھٹک کر خدا کی رحمت و کرم کے آسرے پر از سر نو زندگی کی راہ میں سعی و عمل کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی پروین کے اندر کی عورت اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ جلوہ گر ہے، اور بقول ملک الشعراء بہار کے وہ ایک ماں کے فرائض ادا کرنا نہیں بھولی ہے۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کا ذکر کر کے یہ بتانا چاہتی ہے کہ تمام مصائب کا علاج خدا کی مہربانی اور رحمت سے وابستہ ہے۔ ؎

مادرِ موسیٰ چو موسیٰ را بہ نیل
درفکند از گفتۂ ربِ جلیل
خود ز ساحل کرد با حسرت نگاہ
گفت کای فرزندِ خردِ بی گناہ
گر فراموشت کند لطف خدای
چون رہی زین کشتی بی ناخدای
گر نیارد ایزد پاکت بہ یاد